ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

مروہ گل
بی ایس اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری شیخ ملتون مردان۔
روبینہ
لیکچرار اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری شیخ ملتون مردان۔
منیبہ گل
بی ایس اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری شیخ ملتون مردان ۔

سلمیٰ اعوان کے سفر نامہ ”حیرت بھری آنکھ میں چین“ میں تاریخی و تہذیبی جہات کا تجزیاتی مطالعہ

Marwa Gul*
BS Urdu, Govt. Girls Degree College Sheikh Maltoon Mardan.
Rubina
Lecturer Urdu, Govt. Girls Degree College Sheikh Maltoon Mardan.
Muneeba Gul
BS Urdu, Govt. Girls Degree College Sheikh Maltoon Mardan.
***Corresponding Author:** gulmarwa352@gmail.com

An Analytical Study of Historical and Cultural Dimensions in Salma Awan's Travelogue Hairat Bhari Aankh Mein Cheen

Salma Awan possesses a multifaceted literary personality; however, in the realm of travel writing, she holds a distinct and prominent position in Urdu literature. Her travelogues are not merely accounts of journeys but vivid portrayals of the history and culture of the regions she visits.Her travelogue Hairat Bhari Aankh Mein Cheen presents a comprehensive depiction of China's historical and cultural significance. In this work, Salma Awan reflects contemporary China through the lens of its past, illustrating its social, political, economic, cultural, and civilizational conditions in earlier times and comparing

them with its present status. She examines these transformations from a critical perspective. To highlight China's historical and cultural importance, her observations are supported by historical evidence and enriched with cultural insights. Salma Awan not only observes China with a sense of wonder herself but also enables the reader to experience both its past and present through a similar lens of amazement.In her travelogue, she discusses China's past and present challenges, political system, the status of women in ancient Chinese civilization, the Communist Revolution, colonial influences, significant historical figures, and important landmarks such as the Great Wall of China, Lao She Teahouse, and the Silk Road. She presents these elements within their historical and cultural contexts. Furthermore, she critically analyzes China's civilization, culture, customs, family system, discipline, architecture, literature, and poetry. Thus, Salma Awan's travelogue transcends the conventional boundaries of travel writing and emerges as a work that presents her journey through China from a historical, cultural, and intellectual perspective.

Key Words: *Salma Awan, travelogue, china, civilization, Communist Revolution, Great Wall of China.*

سلمیٰ اعوان ایک کثیر الجہت شخصیت کی مالک ہیں۔انہوں نے ادب کے ہر صنف میں طبع آزمائی کی چاہے افسانہ ہو ناول ہو یا پھر سفر نامہ نگاری ۔ تاہم سفر نامہ نگاری کے حوالے سے اُردو ادب میں جہان سیاحت کی خاتون اوّل کا درجہ رکھتی ہے۔ سلمیٰ اعوان کا سفر نامہ "حیرت بھری آنکھ میں چین" ۳۲۰صفحات پر مشتمل ہے۔یہ سفر نامہ ۲۰۲۳ءمیں شائع ہوا۔اس سفر نامے میں مصنفہ نے نہ صرف خود چین کو حیرت بھری آنکھ سے دیکھا بلکہ قاری کو بھی حیرت بھری آنکھوں سے ماضی اور حال کے چین سے متعارف کرایا ہے۔سفر نامہ میں چین کی تاریخ وتہذیب کے ساتھ کے ماضی اور حال کا تقابل بھی کیا گیا ہے۔

سلمی اعوان نے چینی تاریخ وتہذیب کے ہر پہلو کا احاطہ کیا ہے۔کس کس طرح کی طرز حکومت اُن کی عوام پر مسلط ہوئی،اُن حکومتوں میں کون کون سی خوبیاں اور خامیاں تھیں،ماضی میں عورت (نسائیت) کے بارے میں اُن کی سوچ کیسی تھی، کمیونسٹ انقلاب کا اثر اُس ملک کی معیشت پر کس طرح ہوا، اقتصادی نظام کو کن کن کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا، عہدِ حاضر اور ماضی میں اس ملک کی سیاسی صورتحال کس طرح تھی غرض ہر ایک چیز کا بیان تفصیل سے موجود ہے۔ مصنفہ چونکہ تاریخ کی طالب علم رہ چکی ہے اس لیے "تاریخ" ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ایک ادیب ویسے بھی باریک النظر ہوتا ہے لیکن اگر اس کی مشاہدے میں تاریخی و تہذیبی شعور شامل ہو جائے تو اُس کی عظمت مسلم ہو جاتی ہے

چین کی تاریخی حیثیت تقریباً ۵ ہزار سال پرانی ہے۔ چین کی تاریخ جتنی پرانی ہے اتنی ہی اس کی تہذیب بھی پرانی ہے سترھویں صدی عیسوی تک یہ ملک بیرونی دخل اندازیوں سے محفوظ رہا لیکن سترھویں صدی کے اواخر میں مغربی قوموں نے اپنی تجارتی قافلوں کو چین بھیجا اور یوں ہندوستان کی طرح چین کو بھی اپنا کالونی بنا لیا۔ اسی استعماریت کے سبب چین کی ترقی کا راستہ رُک گیا۔ ۱۸۳۹ء میں جب چین ٹیکنالوجی کے آگے ہار کر برطانیہ کی کالونی (نو آبادی) بنا تو جس طرح ہندوستان ہر لحاظ سے افلاس زدہ ہو چکا تھا اسی طرح یورپی سامراجیت کی وجہ سے چین کا حال بھی ہندوستان کی طرح تھا ہندوستان سے افیون کی سپلائی کر کے چینیوں کو افیمی بنا دیا۔ جاپان کی استعماریت کا آغاز اس وقت ہوا جب ۱۸۳۹ء میں چین اور برطانیہ کے مابین جنگ ہوئی۔ برطانیہ کی جیت ہانگ کانگ پر قبضے کی صورت میں ہوئی یوں چین برطانیہ کا نو آبادی بنا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب برطانیہ کا سورج غروب ہوا اور امریکہ کا سورج طلوع ہوا تب ان اتحادیوں جاپان، برطانیہ اور فرانسیسی وغیرہ کا زور بھی ٹوٹا۔ ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم گرایا تو جاپان کی استعماریت سے چینیوں کی جان چھوٹ گئی لیکن اس کے بعد چین میں خانہ جنگی شروع ہوئی ۱۹۴۹ کو بلا آخر "ماوز ے تنگ "نے جمہوریہ چین کی بنیاد رکھی۔ چین پر نو آبادیاتی نظام کے اثرات اور چین پر مسلط آٹھ ملکی سامراجی اتحاد کی سامراجیت اور استعماریت کو مصنفہ نے پورے سیاق وسباق کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جدید چین میں ماوزے تنگ کا تاریخی و ثقافتی انقلاب ایک زبردست محرک کی حیثیت رکھتا ہے۔ پورے ملک کو صنعتیانے کی کوشش کی گئی اس کوشش کے باعث چین کا ایک بڑا طبقہ بھوک سے روشناس ہوا۔ حالات اس قدر خراب ہوئے کہ ایک کڑور سے زیادہ لوگوں کی اموات ہوئیں۔ ۱۹۸۱ء میں چین کے کمیونسٹ پارٹی نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ ماوزے تنگ ۶۰ فیصد درست اور ۳۰ فیصد غلط تھا۔

"ثقافتی انقلاب کی داستانیں" میں مصنفہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ عورت نے ہمیشہ انقلابات میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ چھانگ جو ثقافتی انقلاب اور جمہوریہ چین کا سن کر اپنے ملک واپس آئی تھی اور اپنی دوست وانگ کو اس بات کے لیے مجبور کیا کہ وہ لکھیں اور اپنی تحریروں کے ذریعے انقلاب میں حصہ ڈالیں، کیونکہ اس کی تحریروں میں وہ کاٹ ہے جو لوگوں کو رجعت پسندی سے نکال سکتی ہے۔ چھانگ نے ایک مضمون لکھا اور اس کو ادبی گزٹ میں شائع کر دیا یہ انقلاب کی طرف ایک قدم تھا جس کی پاداش میں وانگ، چھانگ اور ان کے گھر والوں کو جیل ہوئی۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

وانگ جیل میں آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئی اور چھانگ کو چو این لائی نے ایک دہائی بعد جیل سے رہا کر کے ایک بار پھر اس کو زندگی اور موسیقی کی طرف لے آیا۔ چھانگ ایک بار پھر ان شعلوں کے لپیٹ میں تھی جس نے ہر اُس شخص کو جلا کر بھسم کر دیا جو آزادیٔ خیال اور آزادیِ اظہار کا متمنی تھا۔

"بھلا وہ کون سا ذلت آمیز خطاب تھا جو اس پر لگایا نہ گیا وہ غیر ملکی جاسوس ہے۔ اس الزام کو منوانے کے لیے اس پر تشدد کی انتہا کر دی گئی دراصل ماؤ کی بیوی چھیانگ، چھینگ اور اس کی ساتھیوں سے وہ برداشت نہیں ہوتی پس منظر میں چو این لائی تھے جو چیانگ کے عزائم کی راہ میں سب سے بڑے رکاوٹ تھی"(۱)

اشتراکی نظام کی غلط پالیسیوں نے چینی قوم کی تباہی کا آغاز کیا تھا اور اسی تباہی کو ختم کرنے کے لیے یان نے قدم اُٹھایا۔ یان چینی تاریخ کا وہ عظیم شخص ہے جس نے اشتراکی نظام کے اقتصادی پالیسیوں کے خلاف آواز اُٹھایا۔ بھوک اور غربت کے خلاف لڑی گئی جنگ اس وقت رنگ لائی جب ۱۹۸۶ء کو کمیونسٹ پارٹی نے انقلاب کا فیصلہ کیا اور پورے ملک میں "House Hold Responsibility System" رائج کیا لوگوں کو ان کا بنیادی حق واپس ملنا شروع ہوا۔ اپنی بنیادی حق کا استعمال کر کے اپنی اقتصادی ترقی کا سفر شروع کیا اور پھر پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اپنی مستقل محنت سے اتنی ترقی کر لی کی آج ایک ارب تیس کروڑ عوام کو کھلانے میں خود کفیل ہے۔

سلمیٰ اعوان نے "حیرت بھری آنکھ میں چین" میں مذکورہ ملک کے مختلف قدیم و تاریخی عمارات کا ذکر بھی کیا ہے۔ دیوارِ چین، چین کا تاریخی و تہذیبی ورثہ ہے یہ چین کا لینڈ مارک ہے۔ جس کو انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا وہ شاہکار تسلیم کیا گیا جو چاند سے بھی دکھائی دیتا ہے۔ شاہ محمد مری "چین آشنائی" میں لکھتے ہیں:

"دیوار اعظم کے خلائی دیوار کے شواہد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ۳۹۴۶ میل طول ہونے کے باوجود یہ محض چند میٹر ہی چوڑی ہے اور اپنے اردگرد کی چٹانوں کے رنگ سے ہم آہنگ ہے لہٰذا چاند جس کا زمین سے فاصلہ تقریباً ۲۳۷،۰۰۰ میل ہے دیوارِ چین کا دکھائی دینا قطعاً بعید از امکان ہے۔"(۲)

دیوار اعظم کی تاریخ تقریباً دو ہزار سال پرانی ہے اس دیوار کے کئی حصے اب معدوم ہو چکے ہیں۔ اس گریٹ وال کی تعمیر ۴۷۶ - ۲۲۱ ق م تک اور منگ سلطنتوں ۱۳۶۸ء - ۱۶۴۴ء کے درمیان ہوئی۔ موجودہ دیوار کی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

تعمیر زیادہ ترمنگ سلطنتوں میں ہوئی پہلے یہ دیوار مختلف صوبوں کی جداگانہ حفاظت کے لیے تعمیر کی گئی بعد میں اس کو چن بادشاہ کے حکومت میں جوڑ کر "عظیم دیوار" بنادیا گیا۔ف س اعجاز "چین یاترا" میں لکھتے ہیں:

"شمال میں ہُن قوم حملہ آور ہونے لگی تب چن شی ہوانگ نے ہُن قبیلوں سے بچاؤ کے لیے ان دیواروں کو جوڑ کر ایک کر دیا تھا اس کے بعد پوری تاریخ میں دیوار عظیم چینی قوم کی ایک تاریخی یادگار بن گیا۔"(۳)

مصنفہ لکھتی ہیں کہ اس دیوار میں تعمیری پہلوؤں کے ساتھ ساتھ تخریبی پہلو بھی شامل تھے اس دیوار نے مختلف ادوار میں اپنے تعمیر کے دوران خود میں لوگوں کے خون اُن کے آنسوؤں کو جذب کیا۔ بادشاہوں کے جلال اور اُن کے جبر، دبدبے غرض لوگوں کے تخلیقی وذہنی سوچ پر بھی تخریبی اثرات چھوڑے۔پتھروں کو توڑنا اور پھر بلندیوں پر جانا جبر کا ایک سلسلہ تھا۔ لیکن چینیوں کی دفاعی نظام میں اس دیوار کا حیران کن حصہ رہا ہے۔بقول ماؤ ؛"دیوار چین جس کو ہاتھ لگائے بغیر کوئی ہیرو نہیں بن سکتا"۔

"بلند آسمان اور نظر نواز بادلوں
جنوب کی جانب سے آنے والی قازوں کا انتظار ختم ہوا
عظیم دیوار تک اُن کا نہ پہنچنا کوئی بہادرانہ فعل نہیں"(۴)

اس دیوار کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ چینی ادیبوں اور شاعروں نے اپنی کلام، کہاوتوں، ضرب المثال اور محاوروں میں استعمال کر کے چینی ادب کو بہترین ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ یہ طرز تعمیر کا وہ شاہکار ہے جس کی بوقلمونیاں اور آرٹ کی فن کاریاں کچھ ایسا طرز رکھتی ہے کہ یہ دیوار ایک قابلِ فخر قومی سرمایہ بن جاتا ہے۔

تاریخی ستون "تھین آن من سکوائر "جس کی وسعتیں ایک سمت سے اگر دیکھنا شروع کیا جائے تو دوسری سمت تک پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا سکوئر ہے اگر زمانہ قدیم میں یہاں بادشاہوں کی شاہی سرگرمیاں ہوتی تھی تو حال میں حکومتوں کی سرگرمیاں بھی اسی مقام پر ہوتی ہے۔

"تھین آن من سکوائر کی وسعتیں حیران کُن ہے تاریخ بھی بڑی قدیم ہے ساتھ ساتھ جدید زمانے کی نئی نسل پر ظلم وستم ٹینک کنویں کے چڑھاوے اور لہورنگ کہانیاں بھی اس کی ناموری کا بڑا حوالہ ہیں جگہ بھی بڑی مرکزی سکوائر کے ایک سمت چینی کیمونسٹ انقلاب کے بانی ماؤ اور قوم کے جیالے اور سربکف مجاہدوں سے سجی کھڑی ہے۔"(۵)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"تھین آن من سکوئر "سے جڑا ۱۹۸۹ء کا واقعہ چینی "تاریخ "کا ایک سیاہ باب ہے۔ ۱۹۸۹ء میں ملک کے عام و خاص شہری جن میں طالب علم، نوجوان طبقہ اور بچوں کی ایک کثیر تعداد شامل تھی آزادیٔ رائے کے لیے حکومت کے خلاف" تھین آن من سکوائر" بیجنگ میں ایک پرُامن احتجاج کرنے نکلے تھے۔ کیونکہ نوجوان طبقہ کمیونسٹ پارٹی کی کرپشن سے نالاں تھا جس نے ملک کی معیشت کو غرق کر دیا تھا۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ مجھے اس وقت وہ انقلابی شاعر یاد آتے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری سے مظاہرین کے دلوں کو گرمانے کا کام کیا تھا۔

"شاید آخری وقت آن پہنچا ہے۔
میں کوئی شہادت نہیں چھوڑنا چاہتا
سوائے ایک پن کے جو میری ماں کے لیے ہے
ایک ایسے وقت جو ہیروز کے بغیر
میں صرف ایک فرد کے طور پر دینا چاہتا ہوں۔"(۶)

مذکورہ روداِدِ سفر میں تاریخی مقامات کی تاریخی حیثیت اور اور موجودہ صورت حال کو واضح کر کے مصنفہ نے ثقافتی عنصر فن تعمیر کو بھرپور طریقے سے اُجاگر کیا ہے۔ موجودہ شی آن قدیم چینی تہذیب وثقافت کی جنم بھومی ہے۔ شی آن مرکزی چین کا ایک شہر ہے جو شاہراہ ریشم کے کنارے پر واقع ہے صدیوں پر محیط یہ شہر تاریخی وتہذیبی ورثے سے مالا مال ہے۔ یہ جگہ ایک لحاظ سے چینی تہذیب کی جنم بھومی ہے۔ پہلے پہل بادشاہوں کا مرکز یہی شہر تھا۔ اس علاقے میں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے۔ تاریخی شواہد سے یہ بات مسلم ہے کہ مسلمان تبلیغ کی غرض سے یہاں وارد ہوئے تھے۔ اور تجارت میں ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر مقامی لوگوں نے ان کے ساتھ راہ ورسم بڑھائے۔

"شی آن نام اسے لنگ سلطنت نے دیا تھا تیرھویں صدی میں مارکو پولو یہاں آیا تھا اپنے شہر وینس سے چلا تو اسی سلک روٹ پر ہی چلتا چلتا یہاں آن پہنچا یہ یو آن بادشاہت کا زمانہ تھا اور خیر سے حکمران قبلائی خان تخت پر بیٹھا تھا پورے سترہ سال اس نے یہاں گزارے۔ بڑی اہم اور ذمہ دار عہدوں پر فائز رہا The Travels of Marco pulo جیسی شہرہ آفاق کتاب کا خالق بنا جو آج بھی چین کی مستند تاریخ کا اہم حوالہ ہے۔"(۷)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

شی آن وہ خطہ ہے جس نے قدیم چین کے اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ ٹیر کوٹا اسی شہر کا وہ عجوبہ ہے جسے فرانسیسی صدر نے آٹھواں عجوبہ قرار دیا۔ شی آن کی میوزیم کو نہ دیکھنا مصنفہ کے نزدیک وہی بات ہے کہ آپ مصر جائیں اور اہرام مصر نہ دیکھیں۔ یہ مسلم اکثریت کا علاقہ ہے مسجد نیوجیا کی فن تعمیر مسلم تہذیب کی عکاس ہے جس کی بنیاد عرب عالم دین ناصر الدین نے رکھی تھی۔ شہر ممنوعہ فاربڈن سٹی جس کو گیٹ آف پیس بھی کہا جاتا ہے دراصل قدیم چینی بادشاہوں کی محل باڑیاں ہیں۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد جب شہر کا چارج کمیونسٹ پارٹی نے سنبھالا تو ان کو سمجھ نہیں آیا کہ قیمتی نوادرات سے سجے اس شہر کا کیا کریں۔

> "اب تو خیر سے وہ بہت سیانے و ہوشیار ہو گئے ہیں آج تو شہر ممنوعہ اپنی اہمیت کے بل پر اُن کے لیے باعثِ فخر ہے کہ یہ چینیوں اوراُن کی عظیم و قدیم اور شاندار تاریخ کا نمائندہ ہے۔"(۸)

لاؤشی ٹی ہاؤس ۱۹۸۰ء میں لاؤشی نامی ادیب نے قائم کیا تھا یہ ٹی ہاؤس ایک میوزیم کا درجہ رکھتا ہے اسے چائے کا نمائش گھر بھی کہا جاتا ہے۔"لاؤشی ٹی ہاؤس (Loshe Tea House)" اپنی طرز تعمیر کے حوالے سے چین کی تعمیری تاریخ کی ایک خصوصیت ہے۔ یہ ٹی ہاؤس لاؤشی نے قائم کیا تھا۔ مصنفہ اس ٹی ہاؤس کی طرز تعمیر یوں بیان کرتی ہے۔

> "رنگوں کی شوخیاں، دیواروں کی وضع قطع۔۔۔۔۔ایسی ڈیزائن کاری بندا تو تکتا چلا جائے سرخ لالٹینیں لٹک رہی تھی اللہ کی مخلوق کے نئے نئے رنگ اور نئی نئی آوازیں، شور ،کیلی گرافی اور پینٹنگ کے دوہوں کے نمونے دیواروں پر لٹکتے تھے۔ چوبی کھڑکیاں اپنی منفرد ساخت کے حوالے سے توجہ کھینچ رہی ہے۔"(۹)

تاریخی اور مشہور شخصیات کسی بھی ملک کا عظیم سرمایہ ہوتا ہے۔ ان شخصیات کے حوالوں کے ذریعے ملک کی تہذیبی اور تمدنی زندگی کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ وانگ وی، پے جو آئی، چن چنگ، لی پئے، ون تھنگین ، چھوئے جن، گاؤلوشنگ وغیرہ کی زندگی اور چین کے ماضی کے احوال کو بھی مذکورہ سفر نامے میں بیان کیا ہے۔ چینی تاریخ ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جنھوں نے اپنے وقتوں میں بڑی بڑی قربانیاں دی چن ریاست جو حالیہ دور میں شان شی کے نام سے موجود ہے اس کے بادشاہ شن جہ پر جب ریاست کن کے بادشاہ نے حملہ کیا تو بھوک سے مرنے کے قریب پہنچا تب اس کے وفادار ساتھی جے زی تھوے نے اپنی ران کاٹ کر اپنے بادشاہ کے لیے سوپ بنایا اور حق

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

خدمت ادا کر کے چینی تاریخ میں وفاداری کا اعزاز پا گیا۔ ژانگ چھیان جو ۱۳۸ قبل مسیح کا حکمران تھا اور جس کی شخصیت میں دلیری اور جی داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وسط ایشیاء کے لوگوں سے تجارتی تعلقات کا خواہش مند ایسا جی دار تھا کہ کسی ایلچی یا سفیر کو بھیجنے کے بجائے خود وسط ایشیاء پہنچا اپنے عوام کو عربوں کی دلیری اور وجاہت کے قصے سُنا کر اس بات پر اُکسایا کہ وہ ان سے میل جول بڑھا دیں۔

چھوئے چھن چین کی جون آف آرک پہلی فیمنسٹ شاعرہ تھی ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئی اور ۱۹۰۷ء کو محض اکتیس سال کی عمر میں اس کو پھانسی دی گئی۔ جے جینگ میں اپنے والدین کے ساتھ اپنے خاندانی محل نما گھر میں پلی بڑی۔ روایتی انداز میں تعلیم حاصل کی گھڑسواری کی اور شراب نوشی کا شغل بھی ایسے وقت میں پورا کیا جب شراب نوشی صرف لڑکوں کے لیے مخصوص تھی۔ قدیم روایتی چینی عورتوں کی اس تکلیف کو بھی سہا کہ جب ان کے پاؤں کو سخت کپڑے سے اس لیے باندھا جاتا کہ وہ چھوٹے رہیں اور وہ زیادہ سفر سے محروم ہو کر گھر سے بھاگ نہ سکے اس بات پر وہ سراپا احتجاج رہیں۔

> "چھ سال کی عمر میں رواج کے مطابق اس کی ماں نے اس کے پیر کپڑے کی پٹیوں میں جکڑنے شروع کیے تو وہ چلا اُٹھی اور کھینچی سے اُنھیں کاٹنے لگی۔ ماں نے گھرکا ارے میری بچی مت کرو ایسا مجھے تمہارے پاؤں لوٹس جیسے بنانے ہیں گنواروں جیسے نہیں۔ نہیں ماں جھوٹ مت بولو اس نے غصے سے کہا! ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ پاؤں کی ہڈیاں ٹیڑھی میڑھی ہو جائیں اور عورت بھاگ نہ سکے" (۱۰)

شاعری میں اپنی تقریروں اور اپنے منشور میں ہمیشہ احتجاج کرتی رہی۔ پڑھنے کا شوق تھا لیکن اس کا پالا تو قدیم چین کے ان روایات سے پڑھا تھا جس کے سبب عورت گھر کی چار دیواری میں رہتی تھی اور آئیڈیل عورت بھی وہی تھی جو ان پڑھ ہو کر گھر کی ہو کر رہیں۔ جبکہ وہ مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہونے کی متمنی تھی۔ اکیس سال کی عمر میں شادی ہوئی لیکن شوہر سے ذہنی رفاقت پیدا نہیں ہو سکا دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ بیجنگ میں آئی تب اس نے اپنے منشور کو آگے بڑھانے کا سوچا اور ۱۹۰۴ء میں اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنی شادی کو بھی داؤ پر لگا دیا اور جاپان چلی گئی۔ وہ اپنی رائے میں مرد و عورت کو یکساں دیکھتی تھی اور ملک و قوم کی ترقی مرد اور عورت کی برابری میں ہی سمجھتی تھی۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"میرا جسم بے شک
مرد کی طاقت کا معیار کا نہیں ہو سکتا
لیکن میرا دماغ مرد سے زیادہ طاقتور ہے
دوسرے لوگوں کی اثرورسوخ سے کبھی متاثر مت ہو
سفلہ پن کس طرح میری شناخت کا باعث بن سکتا ہے"(۱۱)

نسائیت کی علم بردار چھوئے چھن جس نے ۱۹۰۵ء میں جاپان میں موجود چینیوں کو اپنے وطن واپس جانے کی تلقین کی ۱۹۰۱ء میں ۲۰۰۰ طلبہ کے ساتھ چین کے سرزمین پر قدم رکھا۔ ۱۹۰۷ء میں اپنا پہلا رسالہ جاری کیا جو چین میں اپنی نوعیت کا پہلا فیمنسٹ میگزین تھا اس میں عورتوں کی تعلیم، معاشی آزادی، شادی کا حق اور آزادیٔ اظہار پر زور دیا گیا ۔ چھوئے چھن اپنی اسی انقلابی سوچ کی وجہ سے پھانسی کی گھاٹ چڑھ گئی اور چین کی پہلی فیمنسٹ شاعرہ کہلائی۔

"وہ اپنے اہداف اپنے منشور کے بارے میں بڑی واضح تھی عورتوں کی تعلیم انھیں برابری کی سطح پر لانا، معاشی آزادی، شادی کا حق اور چین کی ۲۰۰ ملین عورتوں کو باعزت ان کے حقوق دینا اور لوہے کی جوتے پہنانے والی غیر معمولی قبیح رسم کا خاتمہ جیسی اصطلاحات کا اعلان تھا"(۱۲)

عورت معاشرے کی اہم فرد ہے معاشرتی اور تہذیبی نظام میں عورت کا اہم کردار رہا ہے ۔ چینی "تہذیب" میں بھی عورت کو مختلف ادوار میں مختلف حیثیتیں دی گئی ۔ چینی "تہذیب" میں عورت کو اتنی آزادی حاصل نہیں جتنی آزادی اس کو عصرِ حاضر میں حاصل ہے۔ ماضی میں قدیم روایات کی پاسداری کرنے والی جاہل عورت کو چینی "تہذیب" میں آئیڈیل خیال کیا جاتا تھا۔ چینی عورت ایک عرصے تک باہر کی دنیا سے بے خبر رہی مصنفہ اگر ایک طرح معاشرے کی روایات میں جکڑی قدیم عورت کی تصویر پیش کرتی ہے۔ تو جدید دور کی آزاد خیال عورت کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ جدید چینی عورت زیادہ طاقت ور اور خود مختار ہو گئی ہے۔ مردوں میں ماضی کے نسبت عورتوں کی عزت اور احترام منقود ہو گئی ہے جیسے بس میں عورت کو سیٹ دینا وغیرہ۔

ماؤزے تنگ چینی اقتدار کا انقلابی نام جس نے کمیونسٹ پارٹی کی صدارت کی اور جمہوریہ چین کی بنیاد رکھی۔ اشتراکیت کے اس انقلاب کی وجہ سے چینی عوام کو بھوک اور قحط کے ناختم ہونے والے سلسلے کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈاکٹر لی جو ماؤ کا ذاتی معالج تھا ۲۶ سال تک اقتدار کے گردش میں ہونے والے تمام معمولات کا گواہ تھا اس کو

ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

روزنامچہ لکھنے کا شوق تھا اور اپنی اسی روزنامچے میں اُنھوں نے ماؤ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو کیا آشکارا کیا ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ لیڈر ماؤزے تنگ ایک سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا اُس کی قیادت میں ہی چینی کمیونسٹ پارٹی نے چیانگ کائی شیک کے خلاف جنگ لڑی۔ ۱۹۴۹ء میں جمہوریہ چین کی بنیاد رکھی۔ ماؤ نے ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۶ء تک کمیونسٹ پارٹی کا اقتدار سنبھالا۔ انسان خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو لیکن اس کی شخصیت میں خوبیاں اور خامیاں دونوں ہوتی ہے جب وہ چین کا حکمران بنا تو خود کو مطلق العنان سمجھنے لگا، ایسے فیصلے کئے جس کے سبب چینی قوم کا ایک حصہ بھوک سے مر گیا۔

> "سال ۱۹۵۷ء میں کمیونسٹ کانفرنس کے اختتام پر ماؤ نے اعلان کیا کہ وہ Great Leaf forward کے نام سے ایک مہم کا آغاز کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں چین میں سٹیل کی پیداوار ۱۵ سال کے عرصے میں برطانیہ کے مقابلے میں دوگنی اور زرعی پیداوار چوگنی ہو جائے گی یہ ایک نہایت بودی اور سطحی درجے کی سکیم تھی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔"(۱۳)

مصنفہ اگر "تاریخ" کو بیان کر رہی ہیں تو ساتھ میں تاریخی شخصیات اور حکمرانوں کی پالیسیوں کو بھی ناقدانہ انداز میں دیکھتی ہیں۔ ماؤ کی پالیسیوں پر بھی تنقیدی تبصرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ جب ماؤ نے ملکی معیشت کا بیڑا غرق کرنے کے لیے سٹیل کے کارخانے بنانے کا فیصلہ کیا تو اس کا اتنا دانشور ساتھی چو این لائی جو تدبر اور شخصی وانتظامی خصوصیات میں ماؤ سے بڑھ کر تھا اس نے اعتراض نہیں کیا۔ اعتراض تو ہوا لیکن ان پر کرپشن کے الزامات لگائے گئے اور بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ قرار دیے گیے۔

آج کا سپر پاور چین ماضی میں ایک کمزور ریاست تھا یورپی اقوام نے اس کا خون چوسا۔ ثقافتی انقلاب کے بعد بدامنی اور بدعنوانی کا دور شروع ہوا۔ عوام کا حال یہ تھا کہ غربت اور افلاس کی وجہ سے اپنے بچے بیچنے پر مجبور تھیں۔ سچ تو یہ ہے کہ چین کی "تاریخ" ایک پُرآشوب ماضی سے بھری ہوئی ہے محض پاکستان سے دو سال بعد آزاد اور خود مختار حکومت قائم کی تھی اورر آج ترقی میں اتنا آگے گیا کہ کل کا سپر پاور ہو گا۔

> "ستر اسی کی دہائی میں سنتے تھے ساری چینی قوم سائیکلوں پر سوار ہے۔ پیڈل مارے والے زمانے اب لد گئے ہیں۔ سائیکل تو اب تفریح طبع کا ذریعہ ہے عوام اب ایئر کنڈیشن گاڑیوں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

بسوں اور میٹروں میں سفر کرتی ہے مخصوص یونیفارم پہننے والی عورتیں اب برینڈڈ کپڑے پہن کر اور ٹکا کر میک اپ کرتی ہے۔"(۱۴)

چین کی اقتصادی اور معاشی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔چین نے معاشی ترقی چار دہائیوں میں حاصل نہیں کی بلکہ اپنی ماضی سے ہی دنیا کا اہم کاروباری مرکز تھا۔سلک روٹ کے ذریعے اس ملک کی تجارتی سرگرمیاں دیگر ممالک کے ساتھ ہوتی تھی۔دریائے پرل کی بندرگاہ قدیم چین کے معاشی نظام میں اہمیت کی حامل ہے۔اسی بندرگاہ کے زریعے بڑے پیمانے پر درآمداد اور برآمداہوتی تھی۔اسی کے ذریعے یورپی اقوام تجارت کے غرض سے آئے تھیں،بعد میں جزیرے(دریائے پرل کے قیمتی موتی شائن)پر قبضہ کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔کل کا سپر پاور چائنہ ماضی میں بھی تجارتی لحاظ سے سپر پاور تھا۔۱۲۰۰ء-۱۷۰۰ءتک دنیا کی اکنامک پاورز میں شمار ہوتا تھا۔یہی وہ وقت تھا جب مسلم ہندوستان بھی دنیا کا دوسرا بڑا معاشی قوت تھا۔اس ملک کے پروسلین کے برتن نہ صرف قدیم دور میں بلکہ آج بھی پوری دنیا میں مشہور و مقبول ہے۔زیرِ تحقیق سفر نامے میں مصنفہ چائنہ کے ریشم مارکیٹ کا ذکر بھی کرتی ہے۔جس کے کپڑے زمانہ قدیم سے مقبولیت رکھتے ہیں،یہ کپڑے نادر نمونوں کے طور پر جانے جاتے ہیں ۔چائنہ میں اسلام کا ارتقا بھی مسلمان تاجروں کی آمد سے ہوا۔یہ مسلمان تاجر سلک روٹ شاہراہ ریشم کے ذریعے تجارت کرتے تھے۔ان تاجروں میں کچھ نے یہاں پر شادیاں بھی کی لیکن اپنے دین کے ساتھ جڑے رہیں۔یہاں پر گھر بسانے کے بعد مقامی آبادی کا حصہ بنتے گئے۔

چائنہ کے قدیم معیشت کا ایک دور ایسا بھی تھا جب اس ملک کو مسلسل بھوک اور قحط کا سامنا تھا۔انقلاب کے بعد عوام مستقل طور پر بھوک سے لڑ رہے تھے ۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد اشتراکی نظام کو فروغ ملا "Great Leaf Forword"سکیم کا آغاز ہوگیا۔یہ سکیم سٹیل کے پیدوار کو دوگنی کرنے کے لیے شروع کی گئی تھی۔یہ ایک انتہائی سطحی سکیم تھی جس کے باعث ملکی معیشت کا بیڑا غرق ہوگیا تھا۔سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں کہ جمہوریت میں سیاست اور معیشت کے مسائل اتنے سادہ اور آسان نہیں ہوتے جس طرح عوام کو بتایا جاتا ہے۔

مصنفہ نے زیادہ زور کمیونسٹ انقلاب کے بعد آنے والی معاشی تبدیلیوں پر دیا ہے۔کمیونزم راج کے بعد چینی معیشت مختلف جھٹکوں سے گزری ۔ عوام اشتراکیت نے سب سے زیادہ نقصان کسانوں کا کیا تھا ۔ کسان اپنی ملکیت کی زمین پر کاشت کاری کرتے اس کے بعد ساری پیدوار حکومت کے پاس چلی جاتی اور اُن کو صرف مقرر حصہ دیا جاتا تھا۔ اشتراکیت کا سب سے بڑا نقصان آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگا یعنی کام چوری اور نااہلی پروان چڑھی ۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

لوگوں میں جب محنت ناپید ہوگئی تو پیداوار بھی کم ہو جس کے سبب بھوک اور افلاس بڑھ گئی۔ موجودہ دور میں زراعت کو ٹیکنالوجی کے ساتھ جوڑ کر اس میں نت نئے تجربات کیے اور ان تجربات کے بدولت ترقی کی۔

سفر نامہ "حیرت بھری آنکھ میں چین" کا اہم وصف ماضی اور حال کا تقابل ہے۔ قدیم اور جدید کا موازنہ اور ماضی و حال کا تقابل اس روداد ِسفر کی وہ خوبی ہے جس کے بغیر چین کی تاریخ نامکمل ہے۔ چین کے ماضی اور حال میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس لیے مصنفہ نے مختلف جگہوں پر ارادی اور غیر ارادی طور پر ماضی ور حال کا تقابل کیا ہے۔ چین ماضی میں کس طرح تھا اس کے اقتصادی، سیاسی اور معاشی حالات ماضی میں کیا تھے اور آج کیا ہیں ۔ماضی اور حال کے تقابل کے ذریعے چائنہ کے ترقی کے مختلف رازوں کو منکشف کر دیا ہے۔ قدیم دور میں بادشاہوں کے تذکروں کے ذریعے ان کی سیاسی پالیسیوں کو بے نقاب کیا ہے اور ان پالیسیوں کے شکار بننے والے عوام کی مفلوک الحالی اور غربت کو بھی بیان کیا ہے۔ ساٹھ کی دہائی میں یہ چینی عوام ہی تھیں جو کراچی کی بلند وبالا عمارات کو دیکھ کر اس بات کی آرزو کرتے کہ کاش ان کے پاس بھی کراچی جیسا شہر ہوتا۔ سلمیٰ اعوان ڈاکٹر تھانگ منگ شنگ سے ملاقات کے دوران ان کی زبانی ستر اور اسی کی دہائی کی چینی عوام کی اس جنون کو اُجاگر کرتی ہے جو پاکستان جانے کے لیے ہر چینی کے دل ودماغ میں ہوتا تھا۔

> "اُس وقت ۲۴۰ فی کس آمدنی پاکستانی کی اور چینی کی ۱۴۰ تھی۔ مگر اب معاملات کی صورت یکسر فرق ہوچکی ہے۔ آج پاکستانی فی کس ۱۶۰۰ اور چینی ۴۰۰۰ اور یہ بھی کس قدر افسوس ناک بات ہے کی یہی وہ پاکستان ہے جس کو ہم ۱۹۷۰ء میں اپنا اُستاد مانا کرتے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں کراچی جیسے شہر کو دیکھ کر حسرت سے کہتے تھے کہ کاش ایسا ہی ایک شہر ہمارے پاس بھی ہو۔"(۱۵)

سلمیٰ اعوان کے سفر نامے کی ایک اور خصوصیت ان کا افسانوی انداز ہے۔ ان کے سفر ناموں پر کہی کہی فکشن کا رنگ غالب ہے۔ فکشن کا یہ رنگ سفر نامے میں اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے جب مصنفہ کوئی تاریخی واقعہ بیان کرتی ہے۔ مذکورہ سفر نامے میں "چھوئے چھن" کا کردار اُن کے تاریخی شعور اور افسانوی انداز ِبیان کی نمائندگی کرتی ہے جو سلمیٰ اعوان ہی کا خاصہ ہے۔

"حیرت بھری آنکھ میں چین" میں سلمیٰ اعوان نے چینی تاریخ کے ساتھ ساتھ چینی "تہذیب" کی عکاسی بھی کی ہے۔ "اس "تہذیب" کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ چینی قوم اپنی طبعی حالات، نظامِ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

فکر واحساس اور مختلف میدانوں میں ترقی کی وجہ سے متمدن تہذیبوں میں الگ مقام رکھتا ہے۔ دنیا میں کئی ایجادات اور خاص کر ٹیکنالوجی کی ترقی کسی نہ کسی حد تک چینی تہذیب کی دین ہے۔"چین" کی تہذیب کو"حیرت بھری آنکھ میں چین" میں جس طرح بیان کیا ہے اس سے مصنفہ کی مطالعے کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔"چین" کی جغرافیائی حالات اور آب وہوا نے اس کو دو مختلف کلچر دیئے جنوب اور شمال۔ جنوب گرم آب وہوا کے لحاظ سے زراعت میں آگے تھا۔ شمال سرد آب وہوا کے مناسبت سے جانوروں کے لیے بہترین چراگاہ تھی۔اسی آب وہوا اور جغرافیائی تفریق کی وجہ سے ایک کلچر یعنی جنوب کا کلچر ترقی یافتہ تھا اور شمال کا ترقی پذیر تھا۔

خاندانی نظام کسی بھی ثقافت کا اہم حصہ ہوتا ہے۔"حیرت بھری آنکھ میں چین" میں مصنفہ نے چینی ثقافت کے اہم پہلو خاندانی نظام کو نمایاں کیا ہے۔چین میں خاندانی نظام کی بنیاد کنفیوشس کے فلسفے اور نظریات پر رکھی گئی ہے۔ جس کا اولین مقصد بزرگوں اور بڑوں کا احترام اور ان کی خدمت ہے۔ کنفیوشس ازم کے مطابق خاندانی نظام معاشرے کی اولین قدر ہے۔ اسی قدر کے اہم اوصاف فرمانبرداری، عزت واحترام اور ایک دوسرے کے لیے قربانی دیناوغیرہ ہے۔موجودہ "چین" میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی آبادی کم ہے اس لیے مصنفہ "چین" کو شادی کے حوالے سے مردوں کے لئے مہنگا قرار دیتی ہے،

> "جب عورتیں مردوں کی نسبت کم ہوں گی تو عورت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔۱۳-۲۰۱۲ کے سروے کے مطابق ۳۰ سے ۳۹ برس کے کنوارے مرد ۱۱۹۵۹۰۰۰ ہیں جبکہ ۲۸ سے ۳۲ سال کی غیر شادی شدہ عورتیں صرف ۵۸۲۰۰۰۰ ہیں گویا کم وپیش نصف سے بھی زیادہ فرق ہے"[۱۶]

مذکورہ سفر نامے میں چینی سماج میں موجود رسم ورواج کی قدیم وروایتی تصویریں بھی نمایاں کی گئی ہے اور ان پرانی رسوم میں آنے والی تبدیلیوں کو بھی سامنے لایا گیا ہے۔ چینی کلچر میں اگر ایک طرف دلکش روایات اور رسوم ہے تو دوسری طرف کچھ قدیم اور ناپسندیدہ روایات بھی قدیم چینی کلچر کا حصہ تھے جو محض روایات کی پاسداری میں اپنائی جاتی تھی۔۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ چین میں شادی کرنے کے لیے "سول آفیرز بیورو" سے باقاعدہ اجازت نامہ لیا جاتا ہے یہ اجازت نامہ ایک طرح کی رجسٹریشن ہوتی ہے اسی رجسٹریشن کے بعد شادی کی اگلی تقاریب کا آغاز کیا جاتا ہے۔شادی کرتے وقت ہندوستانی رسم کی طرز پر جنم پتری یعنی ستارے کیا کہتے ہیں؟ کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ستارے اگر آپس میں مل رہے ہیں تو منگنی کی جاتی ہے۔اس کے بعد بھی ختمی فیصلہ لڑکی والوں کی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

طرف سے کیا جاتا ہے۔ منگنی کے رسم میں لڑکی کی قیمت اُس کے سرپرستوں کو ادا کی جاتی ہے۔ شادی میں دلہن کا لباس عموماً سرخ رنگ کا ہوتا ہے لیکن آج کل مغرب کی تقلید میں سفید رنگ پہنا جارہا ہے۔ روایات کی پاسداری کرنے والے آج بھی سرخ رنگ کو برکت کی علامت سمجھتے ہیں۔

مصنفہ جب Foreign Language University جاتی ہے تو وہاں اُردو زبان سے جڑے لوگوں کی اس رسم کی بھی عکاسی کی کرتی ہے جہاں اُردو زبان سے جڑے لوگ اپنے اصلی چینی ناموں کے ساتھ اپنا ایک اُردو زبان کا نام بھی رکھتے ہیں۔ اس یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کی سربراہ جس کا اصل نام Zhou Yuan تھا لیکن اُردو زبان سے محبت کی وجہ سے اپنا اضافی نام نسرین رکھا ہے۔

مصنفہ نے قدیم اور جدید چینی "تہذیب" کے کھانوں کا ذکر کیا ہے۔ چین کے کھانوں کی "تہذیب" ایک مسلسل عمل سے گزری ہے۔ قدیم بیجنگ چائے خانوں کے لیے دنیا بھر میں شہرت کا حامل ہے چائے بھی چینی عوام نے ایجاد کی اور صرف چائے کی چین میں ۳۷ قسمیں ہیں۔ اسلمیٰ اعوان نے چینی روایتی کھانوں کے ساتھ چینیوں کے کھانے پینے کی انداز پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

> "اگر پرانے شہر کے کسی باسی سے پوچھا جائے کہ قدیم بیجنگ کی سب سے زیادہ ناقابل فراموش کون سی بات ہے؟ تو پتہ ہے وہ کیا کہے گا اور کیا کرے گا؟
> پہلے تو وہ ہنسے گا اور پھر منہ اور ہاتھ سے ایکشن کرکے بولے گا۔ ہمارے کھانے۔۔۔ واہ واہ جواب نہیں چینی کھانوں کا۔ ہمارے کھانے جن میں زمانوں کی تہذیب اور کلچر رچا ہوا ہے۔"(۱۷)

"حیرت بھری آنکھ میں چین" میں مصنفہ چین کی تعلیم و تربیت اور خصوصی طور پر پاکستانی طلبہ کا حصول تعلیم کے لیے چین جانے کا ذکر کرتی ہے۔ پاکستانی طلباء جن میں کثیر تعداد پنجاب کے دیہی علاقوں اور پختونخوا سے تعلق رکھنے والوں کی تھی۔ جو انجینئرنگ، بزنس اکاونٹس اور خاص کر طب سے تعلق رکھنے والے تھے۔ چائنہ میں تعلیم حاصل کرنا دراصل ان کی مجبوری تھی کیونکہ پاکستان کے نسبت میرٹ پر نہ آنے والوں کے لیے چین پاکستان کے مقابلے میں بہر حال سستا ہے۔

> "ذریعہ تعلیم تو بے شک انگریزی ہے۔ اساتذہ بھی زیادہ تر پاکستانی، بنگالی بنگلہ دیشی، نیپالی اور ملائی ہیں تاہم تھیوری پر زور زیادہ ہے اور عملی کام صفر ہے۔"(۱۸)

مصنفہ لکھتی ہیں کہ ایک فوجی کی زندگی میں جس نظم و ضبط، قاعدے، کلیے اور رکھ رکھاؤ کا انداز ملتا ہے۔ چینیوں کی زندگی بھی اسی رکھ رکھاؤ سے عبارت تھی۔ معاشرتی اقدار اور تعلقات سے قوموں کی مجموعی مزاج اور تہذیب یافتہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ قدیم و جدید چینی "تہذیب" اپنی ان ہی معاشرتی تعلقات اور رویوں کی وجہ سے متمدن کہلائی۔ مصنفہ کی Foreign Language University کی صدر شعبہ اور تنگ شیاؤ سے ملاقات کے دوران چینیوں کی معاشرتی رویوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ تنگ شیاؤ سے ملنا اور چینی "تہذیب" و ثقافت کے بارے میں مصنفہ کو معلومات دینا دراصل اس کا اخلاقی و قابل داد رویہ تھا۔

تھانگ خاندان شہنشائیت کا وہ دور تھا جس دور میں چینی زبان کی شاعری پر خصوصی توجہ دی گئی۔ منگ خورن، ڈوفو، لی بائی، وانگ لی وغیرہ نے بہترین شاعری تخلیق کی اور چینی ادب کو شاعری کے حوالے سے ایک بہترین ذخیرہ فراہم کیا۔ وانگ وی نے کی شاعری میں فطرت کا حسن، غنائیت اور کنفیوشزم کے روحانی تجربات کا خوبصورت اظہار ملتا ہے۔ اس لیے تو اس دور کو چینی شاعری کا سنہرا دور کہا جاتا ہے۔ چینی نظمیں در صل چینی "تہذیب"، کلچر اور ثقافت کی نمائندگی کرتی ہیں۔ تھانگ دور شاعری کا وہ سنہرا دور تھا جس میں بچوں نے بھی ادب تخلیق کیا۔ گوچنگ شاعری کا وہ نام ہے جس نے چینی شاعری کو جدت عطا کی۔ ۱۹۵۶ء میں بیجنگ میں پیدا ہوئے۔ اس نے گاؤں کی سادہ لوحی دیکھی اور اس کو اپنی شاعری میں بیان بھی کیا۔ حقیقت پسندی اس کی شاعری کی اہم وصف تھی "A generation" اُس کی کلاسیک نظم ہے، نظم میں میں وہ ثقافتی انقلاب کے خلاف جاکر حکومت پر طنز کی تیر برساتا ہے۔

"ان اندھی آنکھوں کے ساتھ
جو تاریک راتوں کا ہی تحفہ ہے
میں چمکتی روشنی کا متلاشی ہو"(۱۹)

ثقافتی انقلاب یا اشتراکی نظام نے زندگی کے ہر طبقہ میں تبدیلی لائی شاعر اور ادیب نے کمیونزم کو اپنی تحریروں میں جگہ دی۔ ماوزتنگ نے ہر قسم کے آرٹ کو کمیونزم کا تابع بنایا خاص کر ادب میں صرف اشتراکیت کو جگہ دی گئی۔ اور ہر قسم کے ادب کو سیاسی قرار دیا گیا۔

شاعری کے علاوہ مصنفہ نے چین کی "بیجنگ اوپیرا" کا ذکر بھی کیا ہے۔ تین ایکٹ کا یہ شہرہ آفاق ڈرامہ جس میں پوری چینی تاریخ موجود ہے۔ پہلے حصے میں ۱۸۹۸ء کے چینی ریاست کو پیش کیا ہے جب چین ایک کمزور

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

ریاست تھا۔ ایکٹ نمبر دو میں بیس سال بعد کی کہانی پیش کی گئی بادشاہت دور کا خاتمہ کس طرح ہوا، انقلاب کے لیے آوازیں کس طرح پیدا ہوئی۔ تیسرا ایکٹ جاپانیوں کی استعماریت سے چھٹکارے کا دور ہے اس ایکٹ میں سیاسی صورت حال کی ابتری کو بیان کیا گیا ہے۔ ڈرامہ نگار نے تین ایکٹ کے اس ڈرامے میں چینی "تہذیب" و "تاریخ" کو سمو دیا ہے یہ چین کی "تہذیب" کا وہ اوپیرا ہے کہ دنیا کا کوئی اوپیرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کرداروں کے ذریعے مصنف نے ہر طبقہ فکر کی نمائندگی کی ہے۔

> "یہ سر سے پیر تک ہر لمحے اداکاری میں گندھا ہوا ہے جس میں گانا، پڑھنا، لکھنا، جھگڑنا، ڈانس کرنا مزاح کا بازی گری، مارشل آرٹ، نقالی، صرف جسمانی حرکات سے تاثر دینا اداکاری سے کہانیوں کو بیان کرنے کی تکنیک، چائے کے ادب و آداب اور موسیقی کا تیز ٹمپو صلاحیتیں اپنے دلآویز رنگوں سے شامل ہیں۔"(۲۰)

سلمٰی اعوان کے سفر نامے تاریخ کے ساتھ ساتھ "تہذیبی" کے جوہر شناس بھی ہوتے ہیں۔ مصنفہ جس خطے کا بھی سفر اختیار کرتی ہے پہلے اُس خطے کی تاریخی و تہذیبی اہمیت کا گہرا مطالعہ کرتی ہے۔ عالمی سیاست سے باخبری کی وجہ سے ان کے سفر نامے مختلف خطوں کی موجودہ حالات سے بھی مزین ہوتے ہیں۔ ان کی شخصیت سادگی میں بھی مختلف اور متنوع رنگوں سے مزین ہے اسی طرح ان کے سفر نامے بھی کسی ملک کے "تہذیب"، ثقافت، تمدن اور کلچر کو بھرپور طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ ان ہی تہذیبی و تاریخی خصوصیات کے بدولت ان کے سفر نامے کسی بھی ملک کے تاریخی دستاویز کے متبادل کے طور پر استعمال کیے جاسکتے ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سلمٰی اعوان، حیرت بھری آنکھ میں چین، لاہور: مکتبۂ جدید پریس، ۲۰۲۳ء، ص۔۱۷۹

۲۔ شاہ محمد مری، چین آشنائی، کوئٹہ: سنگت اکیڈمی، ۲۰۱۷ء، ص۔۸۶

۳۔ ف س اعجاز، چین یاترا، کلکتہ: انشا پبلی کیشنز، سن ندارد، ص۔۹۷

۴۔ سلمٰی اعوان، حیرت بھری آنکھ میں چین، ۲۰۲۳ء، ص۔۴۱

۵۔ ایضاً، ص۔۱۵۵

۶۔ ایضاً، ص۔۱۴۹

۷۔ ایضاً، ص۔۱۰۲

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-12

۸۔ ایضاً، ص۔ ۱۴۲

۹۔ ایضاً، ص۔ ۲۱۶

۱۰۔ ایضاً، ص۔ ۲۵۳

۱۱۔ ایضاً، ص۔ ۲۵۶

۱۲۔ ایضاً، ص۔ ۲۶۰

۱۳۔ ایضاً، ص۔ ۲۷۷

۱۴۔ ایضاً، ص۔ ۴۰

۱۵۔ ایضاً، ص۔ ۶۷

۱۶۔ ایضاً، ص۔ ۸۵

۱۷۔ ایضاً، ص۔ ۱۶۸

۱۸۔ ایضاً، ص۔ ۲۸

۱۹۔ ایضاً، ص۔ ۳۰۰

۲۰۔ ایضاً، ص۔ ۲۱۹